Open Access
ISSN E:2790-7694 ISSN P: 2790-7686
Journal Web: http://www.al-asr.pk

عصرِ حاضرمیں تربیتِ اولاد، اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں:
اخلاقی،نفسیاتی اور عملی پہلو

Children's Training in the Modern Era, in the light of the Prophet's Example:(An Ethical, Psychological and Practical Aspect)

Dr. Muhammad Sarwar
Assistant Professor
University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore
sarwarsiddique@uvas.edu.pk

Dr. Abdul Jabbar Qamar
Chief Library Officer, Nazria Pakistan Trust, Lahore [ajqamar92@gmail.com]

Dr. Sajjad Ahmad
Assistant Professor Minhaj University, Lahore. [sajjad@mul.edu.pk]

ABSTRACT

Provision of the best ethical, psychological, and behavioural training to children is a compulsory moral and religious obligation of the parents. They must present their character as a role model to their children, as a home is the first learning place for them. Although numerous aspects have been discussed by various anthropologists and psychologists, this study focuses on the three most important aspects of the subject, including ethical, psychological, and practical. This study specifically highlights the importance and modes of children's character building in the light of the seerah of the holy Prophet Muhammad (SAWW) in terms of above mentioned three significant perspectives.

Keywords: Children's character building, Ethical Training, Psychological Development, Seerah of the Holy Prophet.

ابتدائیہ:

اولاد کی بہترین اخلاقی نفسیا تی اور عملی تربیت کرنا والدین کی اولین دینی ذمہ داری ہے۔ والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذات کو بچوں کے سامنے بہترین اخلاقی نمونے کے طور پر پیش کریں ، کیونکہ بچوں کے لئے گھر ہی ان کے پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔اگرچہ بہت سے ماہرین تربیت اولاد کے متعدد شعبہ جات کو زیر بحث لائے ہیں، لیکن یہ مضمون خاص طور پر اس حوالے سے تین پہلوں پر روشنی ڈال رہا ہے جس میں اخلاقی، نفسیاتی اورعملی پہلو شامل ہیں۔خاص طورپر اس تحقیقی مقالہ میں اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں تربیت اولاد کے درج بالا تین اہم طریقوں اوران کی اہمیت کو روشناس کروایا گیا ہے ۔

تربیت أولاد کی ضرورت و اہمیت اس لحاظ سے دو گنا ہو جاتی ہے کہ اس اہم مسئلہ پر نہ صرف والدین اور اولاد دونوں کا مفاد اور مستقبل منحصر ہے بلکہ کسی بھی قوم کے درخشاں مستقبل کے لئے اس کی نسل نو کا خاطر خواہ تربیت یافتہ ہونا ناگزیر ہے ۔ لہذا اسلام نے تربیت أولاد پر خصوصی توجہ کی ہے۔ قرآن کریم نے جا بجا ایسے عام فہم اور دلچسپ واقعات کو بیان کیا ہے، جو تربیت أولاد کے حوالے سے انتہای اہم اور موثر ثابت ہو سکتے ہیں ۔ دوسری طرف سیرت نبویﷺ میں ہمیں متعدد مقامات پر بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کے حوالے سے احکامات ملتے ہیں۔

.

تربیت کا معنی و مفہوم:

لغت میں تربیت کے تین معانی بیان کیے گئے ہیں۔ (1)ربایربو۔ بمعنی بڑھنا۔ اضافہ ہونا۔(2)ربی یزلی۔ خفی یخفی کے وزن پر بمعنی پرورش پانا۔(3)رَب یرب پر بمعنی کسی کام کو ٹھیک کرنا اور ذمہ دار ہونا۔امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:" رب کا لفظ تربیت کےلئے بولا جاتا ہے۔اس لحاظ سے تربیت کا یہ معنی قرار پایا کہ کسی چیز کی تدریجاً پرورش کر کے اسے نقطہ کمال تک پہنچانا تربیت کہلاتا ہے۔[1]

تربیت کے مذکورہ لغوی مفاہیم کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے:"تربیت"دراصل بچے کی تعمیری ترقی کا نام ہے جو درجہ بدرجہ حد کمال تک پہنچتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تربیت میں اپنی مقدور بھرکوشش صرف کرنا ار ہر چیز کو اس کے مناسب محل اور موقع میں رکھنا اور بچے کو غفلت اور لاپرواہی سے دور رکھتے ہوئے اس پر مسلسل نظر اور دیکھ بھال کرنا تربیت کہلاتا ہے اور یہ کام تدریجاً ہوتا ہے۔ حضورنبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: کل مولود یولدعلی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ اویمجسانہ کمثل البھیمۃ تنتج البھیۃ، ھل تری فیھا جدعاء۔[2] ’’ہر بچے کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی ،عیسائی یا

مجوسی بنا دیتے ہیں اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک چوپایہ صحیح سلامت پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے بعد کوئی اس کے کان کو کاٹ دے۔''

بچے کی تربیت میں سب سے اہم رول اس کے والدین ادا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے اولا دکی تربیت کی ذمہ داری مکمل طور پر والدین پر ڈالی ہے۔اللہ تعالیٰ نے والدین کی ذمہ داری کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا قُـوٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔[3] ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کودوزخ کی آگ سے محفوظ کرو۔

حضور نبی کریمﷺ نے اس حدیث مبارکہ کے ذریعے امت کو ایک بنیادی ضابطہ عطا فرمادیا ہے۔وہ یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین کے ذہن کے مطابق پرورش پاتی ہے اور والدین کے گھر کا ماحول اس پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے والدین کو اولاد کی تربیت و اصلاح کا حکم دیا ہے اور انہیں اس کی ترغیب دی ہے اور ان کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔حضرت علی نے قوانفسکم کی تفسیران الفاظ میں بیان کی ہے: ''یعنی اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کوخیر کی(دین کی) تعلیم دو۔[4]

امام غزالی تربیت کو کھیتی باڑی کرنے والے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں :- "معنی التربیۃ یشبہ الفلاح الذی یقلع الشوک ویخرج النباتات الاجنبیۃ من بین الزرع لیحسن نباتہ"[5] تربیت کا مفہوم اس کاشتکار کے کام سے مشابہت رکھتا ہے۔ جو زمین سے کانٹے نکالتا ہے۔ اور کھیت میں سے ناموزوں گھاس وغیرہ اکھاڑ ڈالتا ہے۔ تاکہ اس کی پیداوار اچھی بھی ہو اور مکمل بھی ہو۔

تربیت اولاد کی ذمہ داری

اس میں کوئی شک نہیں کہ اولاد کی تربیت کی ذمہ داری بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ قیامت کے روز اولاد کی تربیت کے حوالے سےوالدین سے ضرور پوچھا جائے گا۔حضرت ابوسعید الحذری سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے ارشادفرمایا:

''قیامت کے دن انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے پوچھے گا کہ میں نے تمہیں کان،آنکھیں اور مال و اولاد عطا نہیں کیا تھا۔ جانور اور کھیت تمہاری خدمت کے لئے وقف نہیں تھے۔کیا میں نے تمہیں خوشحال زندگی عطا نہیں کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کو کہے گا کہ جیسے تو مجھے دنیا میں بھول گیا تھا آج میں بھی تمہیں فراموش کر دیتا ہوں۔ ''[6]

بچے کی تربیت میں سب سے اہم رول اس کے والدین ادا کرتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرکے اسے بااخلاق انسان بناسکتے ہیں۔ امام غزالی بچے کی

تربیت کے سلسلے میں والدین کی ذمہ داری پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:"بچہ والدین کے پاس امانت ہے۔ اس کا پاکیزہ دل ایک قیمتی جوہر ہے۔ اگر والدین اپنے بچوں کو نیکی اور بھلائی کی طرف راغب کریں اور انہیں تعلیم مہیا کریں تو اس تربیت کے نتیجے میں وہ دنیا وآخرت میں سعادت حاصل کرتا ہے ۔ اگر والدین بچے کی تربیت پرکوئی توجہ نہ دیں اور وہ بری عادتوں کو اختیار کرے اور وہ غفلت کا مظاہرہ کریں اولاد کے لئے بدبختی اور بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔[(7)]

والدین کی تربیتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:"اکرموا اولاد کم واحسنو ادبھم "(اپنی اولاد کو عزت و احترام سکھاواور ان کی تربیت کرو۔)[(8)]

حضورنبی کریمﷺ نے واضح الفاظ میں مرد کو اپنے اہلِ خانہ کی ذمہ داریوں کے لیے جواب دہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:"الرجل فی اھلہ راع و ھو مسئول عن رعیتہ"(مرد اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنے اہل خانہ کے حوالے سے جواب دہ ہے)[(9)]

حضور نبی کریمﷺ نے بچوں کی تربیت کے حوالے سے یہ بھی ارشاد فرمایا:"مانحل ولد والد والدامن نحل افضل من ادب حسن"(کوئی والد اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔)[(10)]

اسوہ حسنہ اور تربیت اولاد کااخلاقی پہلو:

اخلاق و کردار نسل انسانی کا قیمتی اثاثہ ہے۔ اگر کوئی نرم اخلاق سے محروم ہوجائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے تعمیر و ترقی سے ہمکنار نہیں کرسکتی۔ بچوں کے اخلاق کو سنوارنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ اگر والدین کے اپنے اخلاق اچھے ہوں گے تو بچے بھی ان کے اخلاق سے ضرور متاثر ہوں گے۔حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:"ان من خیا رکم احسنکم اخلاقاً" تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔[(11)]

حضور نبی کریمﷺ کی بعثت مبارکہ کا اہم مقصد اخلاق کی تعمیر تھا۔ حضور نبی کریمﷺ نے ارشا فرمایا:"بعثت لاتمم حسن الاخلاق"[(12)] ایک اور روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں:"انما بعثت لاتمم صالح الاخلاق"(مجھے تو خاص نیک اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔)[(13)] حضور نبی کریمﷺ کی یہ دعا بھی ہمارے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔"اے اللہ جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی بہتر بنادے۔"[(14)] حضرت عائشہ صدیقہ سے جب خلق نبویﷺ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے سوالیہ انداز میں فرمایا:"کیا تم قرآن نہیں پڑھتے"[(15)]پھر فرمایا:"فان خلق رسول اللہ"(بلاشبہ رسول اللہﷺ کا خلق قرآن ہی تو ہے ۔)

حضرت انس نے حضور نبی کریم ﷺ کے اچھےاخلاق کی بھی گوائی دی۔"کان رسول اللہﷺ احسن الناس خلقاً"(حضور نبی کریم ﷺ لوگوں میں سے زیادہ حسنِ خلق والے تھے)[16] اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپﷺ کے خُلق عظیم کی تصدیق فرمائی اور آپ کو یہ اعزاز عطا فرمایا:"اور بلاشبہ آپ خلق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں۔" [17]

اخلاق و کردار سے مزین کرنے کا سب سے سنہرا دور بچپن کا دور ہے۔ اس عمر میں جسمانی نشونما کے ساتھ بچے کا اخلاق و کردار بھی نشونما پاتے ہیں۔لہٰذا والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کی نشونما کے مختلف پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت پر بھی توجہ دے۔ بعض والدین بچے کی اخلاقی تربیت سے اس لیے صرف نظر کرجاتے ہیں کہ عمر کےساتھ ساتھ بچہ خودبخود اچھے بڑے میں تمیز کرنے لگے گا۔ حالانکہ اخلاقی تربیت سے پہلو تہی کرنے کے جو مہلک نتائج ہوسکتے ہیں اس کا اندازہ ایسے بچوں کے عادات و اطوار اور اخلاق و کردار سے لگایا جاسکتا ہے۔ بچے کو بہترین انسان، اچھا شہری اور باعمل مسلمان بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اخلاق و کردار کی تعمیر پر بچپن ہی سے توجہ دی جائے۔ اولاد کی تربیت کے حوالے سے والدین کی ذمہ داریوں کا تعین کرنے کے بعد اب یہاں چند اخلاقی محاسن کو بیان کیا جاتا ہے جو ان کے اخلاق و کردار پر اثر انداز ہو تے ہیں۔

غصہ اور تربیت اولاد :

غصہ ایک بہت بڑی کمزوری ہے۔ یہ خامی انسان کی نیکیوں اور خوبیوں کو اس طرح ضائع کردیتی ہے۔ جیسے ایلوا شہد کی مٹھاس کو ضائع کردیتا ہے۔حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: "بہادر شخص وہ نہیں جو دوسرے کو کشتی میں پچھاڑ دے بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے"[18] اسی طرح صحیح بخاری میں ہی ایک دوسری حدیث سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے: کسی شخص نے حضور نبی اکرمﷺ سے نصیحت کی درخواست کی۔ آپﷺ نے ارشاد فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو اس نے کئی مرتبہ یہی سوال دھرایا اور آپﷺ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیاکہ غصہ نہ کیا کرو۔"[19]

بچپن کی عملی تربیت میں حصہ اور جنونی اشتعال منفی اثرت رکھتا ہے بلکہ معاشرتی پہلو سے بھی اس کے اثرت منفی ہوتے ہیں۔ جب انسان غیض و غضب پر قابو پائے تو یہ اس کے لیے بھی فلاح کا ذریہ ثابت ہوگا اور اس کی اولاد کے لیے بھی۔ بچے والدین کے لیے فطرت اور قدرت کا سب سے بڑا انعام ہیں۔ یہ ایک فطری جذبہ اور داعیہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں بہت بلند تمنائیں وابستہ رکھتے ہیں۔ دنیا کی ہر تہذیب اور مذہب میں بچوں کی نگہداشت، تعلیم و تربیت کے بارے میں بڑا قوی احساس پایاجاتا ہے۔ مگر اسلام بچوں کی تربیت کو فرضیت

کے درجے میں شمار کرتا ہے اور اس شرعی ذمہ داری کے لیے پہلے قدم پر والدین، دوسرے قدم پر معاشرہ اور تیسرے مرحلے پر ریاست کی شمولیت کا ذکر کرتا ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ماں کی آغوش سے لے کر لحد میں اترنے تک ایک دستور تربیت عطا کرتا ہے۔ اس ضابطہ حیات میں بچوں کی تربیت اپنا ایک خاص مفہوم رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بچوں کی تربیت کا نہج دوسرے مذاہب سے بالکل مختلف ہے۔بچے کی تربیت میں بنیادی اور مرکزی کردار والدین کا ہوتا ہے۔ اس کی سیرت سازی کے معاملے میں والدین کو جو محوری اہمیت حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔بچوں کی تربیت کرنا نہ صرف والدین میں سے کسی ایک کا فرض ہے بلکہ یہ دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اس بات کی رہنمائی کرتے ہوئے حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد رفرمایا: ”تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اپنے ماتحت افراد کے متعلق جوابدہ ہے۔ مرد اپنے اہل خانہ کا نگران ہے اور ان کا جوابدہ ہے۔ عورت اپنے خاوندکے گھر کی نگران ہے اور وہ اس کے متعلق جواب دہ ہے۔ ملازم اپنے مالک کی املاک کا نگران ہے اور اس کے بارے میں جوابدہ ہے لڑکا اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کے بارے میں جوابدہ ہے۔ تم میں سے ہر ایک نگران اور ہر ایک اپنی ذمہ داری کے بارے میں جوابدہ ہے۔“[20]

حضور نبی کریمﷺ نے اولاد کی تعلیم و تربیت کے فریضے کی ادائیگی کے لیے والدین کو بار بار متوجہ کیا ہے اور انہیں اس فریضے کی ادائیگی کی تلقین کی ہے۔نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی اولاد کی نیک تربیت والدین کے لیے درجات میں بلندی اور نجات کا باعث بھی بنتی ہے۔سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے: "اذامات الانسان انقطع عنہ عملہ الامن ثلاثۃ، الامن صدقۃ جاریۃ، اوعلم ینتفع بہ، اوولد صالح یدعوالہ" یعنی ”جب انسان فوت ہو جاتا ہے اس کے تمام دنیاوی اعمال کا اس سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال اس سے منسلک رہتے ہیں۔ (1)صدقہ جاریہ (2)ایسا علم جس سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہو (3)ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔“[21]

حضور نبی کریمﷺ کا اولاد سے تعلق بڑا قریبی نوعیت کا تھا۔ آپؐ کے صاحبزادے اگرچہ جلد ہی وفات پاگئے مگر ان سے محبت کے بہت سے اوراقِ سیرت میں محفوظ ہیں۔ پھر آپﷺ کا اپنے نواسے اور نواسیوں کے ساتھ الفت و محبت کا تعلق ہمارے سامنے واضح ہے۔ خاص طور پر آپؐ کا اپنی بیٹیوں سے تعلق اور محبت لازوال ہے۔

مساوی سلوک کرنا:

والدین کی تربیتِ اولاد ان کا بنیادی حق ہے۔ان کے درمیان مساوی سلوک کریں۔ اس میں بیٹے اور بیٹی کے درمیان کسی قسم کا فرق رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ حق تربیت میں بیٹا اور بیٹی دونوں برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے

فرمایا: ''اپنی اولاد کے درمیان مساوی سلوک کرو''[22] بچوں کی تربیت کے سلسلے میں عدل و انصاف اختیار کریں۔بچوں کا محض شعور اور خیال کے اس کے والدین میں سے کوئی ایک اس کے دوسرے بھائی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے اور اسے ترجیح دیتے ہیں اس بچے کو بدمزاج اور بدخلق بنادیتا ہے۔جب والدین بچوں کے درمیان مادی اور معنوی دونون اعتبار سے عدل و مساوات کا لحاظ نہیں رکھیں گے ان کی کوئی نصیحت اور ہدایت ثمربار اور مفید ثابت نہیں ہوسکے گی۔ اس لیے انہیں چاہیے کہ اپنے بچوں کے سامنے کسی کی جانب اپنے قلبی میلان کا اظہار نہ کریں۔ اس سلسلہ میں حضور نبی کریمﷺ کا اسوہ ہمارے لیے واضح رہنمائی عطا فرماتا ہے۔

حضرت لقمان بن بشیر فرماتے ہیں ان کے والد انہیں حضور نبی کریمﷺ کی بارگاہ میں لے گئے اور حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو کو ئی چیز خصوصی طور پر عطیہ کی۔ حضور نبی کریمﷺ نے پوچھا کیا کہ تم نے اس کی طرح اپنےدوسرے تمام بچوں کو بھی عطیہ دیا ہے۔۔ انہوں نے کہا ''نہیں'' آپﷺ نے فرمایا:''مجھے ناانصافی کی بات پر گواہ مت بناؤ۔پھر آپﷺ نے فرمایا:''کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ وہ فرماں برداری میں برابری اختیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ کیو ں نہیں؟ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: تو پھرایسا نہ کرو''[23]

حضور نبی کریمﷺ نے بیٹے اور بیٹی کے درمیان پیار و محبت کا اظہار کرنے میں بھی عدل و انصاف اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریمﷺ کی صحبت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس دوران اس کا بیٹا آیا تو اس نے اس کو بوسہ دیا اور اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ پھر اس کی بیٹی آئی تو اسے پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ اسشخص کے اس عمل کو دیکھ کر حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: ''تم نے ان کے درمیان عدل نہیں کیا''۔اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کی بیٹیاں ہوں سو وہ انہیں زندہ درگور نہ کرے،اور نہ ہی ان کی اہانت کرے اور نہ بیٹوں کو ان پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فر مائے گا۔[24]

بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کا اظہار کرنا:

بچوں پر آپﷺ خصوصی محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے اور طرح طرح سے ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ انہیں چومتے اور پیار کرتے کبھی کبھی ان سے مذاق بھی کرلیا کرتے تھے۔حضور نبی کریمﷺ بچوں کا دل خوش کرنے کے لیے ان سے ہنسی مذاق بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت خالد بن سعید اپنی ننھی بچی ام خالد کے ساتھ رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ننھی بچی نے سرخ رنگ کی فراک پہن رکھی تھی۔ رسول اللہﷺ نے بچی سے مخاطب ہوکر مسکراتے ہوئے فرمایا: ''سنہ سنہ'' یہ چھوٹی بچی حبشہ میں پیدا ہوئی تھی۔ حبشی زبان میں ''سنہ''کے

معنی ہیں ”خوبصورت“ یعنی حضور نبی کریمﷺ نے اس بچی کو دیکھ کر اس کے فراک کی تعریف کی‘‘[25]

رسول اللہﷺ کی مبارک زبان سے اپنے فراک کی تعریف سن کر اُمِ خالد اس قدر خوش ہوئی کہ بیان کرنا مشکل ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہﷺ کو کہیں سے تحفہ میں پھول دار چادر آئی۔آپﷺ نے صحابہ سے پوچھا یہ چادر کس کو دوں؟صحابہ خاموش رہے۔رسول اللہﷺ نے فرمایا:ننھی اُمِ خالد کو بلاؤ۔وہ آئیں تو رسول اللہﷺ نے نہایت محبت سے چادر اُن کو پہنائی اور دو دفعہ فرمایا: پہنو اور پرانی کرو۔پھر رسول اللہﷺ نے چادر کے پھولوں پر اُنگلی رکھتے ہوئے اُم خالد سے کہا۔ اُمِ خالد! دیکھو یہ سنہ ہے۔ یعنی پھول کتنے خوبصورت اور خوش نما ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں آپ نے دیکھا کہ کس انداز سے بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ والدین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ محبت و شفقت کے ساتھ پیش آئیں۔ اور ان کے ساتھ ہنسی مذاق بھی کیا کریں۔ بچوں کے ساتھ ہر وقت تناؤ اور غصے کی کیفیت میں نہیں رہنا چاہیے۔ اس سے بچوں کی تربیت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

بچوں کے لیے دعائیں کرنا اوربددعا کی ممانعت :

والدین کے لیے بچوں کی تربیت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ان کے لیے دعائیں کرنا بھی ہے۔ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: ”والدین کی دعا اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہے۔ دعا سے والدین کے دلوں میں بچوں کی رحمت و شفقت میں اضافہ ہوتا ہے۔“ جو والدین بچوں کو بددعا دیتے ہیں وہ انتہائی خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس بددعا میں بچوں کے مستقبل کی بھی تباہی ہے اور والدین کے لیے بھی ہلاکت کا سامان ہے۔اس سے بچوں کے دل میں والدین کے لئے کوئی عزت نہیں رہتی بلکہ الٹا نفرت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔حضور نبی کریمﷺ نے والدین کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنی اولاد کو بددعا دیں۔ یہ اسلامی اخلاق کے بھی منافی ہے۔ تربیت اولادکے بھی خلاف ہے۔حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو بھی بددعا نہ دیا کرو اور اپنی اولاد کو بھی بددعا نہ دیا کرو اور اپنے خادموں کو بھی بددعا نہ دو اور اپنےاموال کو بھی بددعا نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت دعا کا ہو اور دعا قبول ہوجائے۔“[26]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:حضور نبی کریمﷺ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور پھر دعا دی۔ ”اے اللہ اس بچے کو حکمت سکھادے“ بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:"اللهم فقهہ فی الدین و علمہ التاویل" کہ ”اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرمادے اور اسے علم تاویل سکھا دے۔“ حضور نبی کریمﷺ کی دعا کی برکت سے حضرت ابن عباس حبرالامۃ اور ترجمان القرآن بنے۔دعا ایک ایسی

چیز ہے جو نافرمانی کی جڑیں تک اُکھاڑ پھینکتی ہے۔ بشرطیکہ والدین خلوص کے ساتھ دعا کریں اور مسلسل دعا میں لگے رہیں۔

نگاہ کی پاکیزگی کی تربیت:

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نگاہ و نظر کے آداب سکھائے اور انہیں بتائیں کہ غیر محرم عورتوں کو دیکھنا گناہ ہے۔ اگر کسی پر نظر پڑ جائے تو وہ اپنی نظر پھیر لیں۔ نگاہ کی تربیت کے سلسلے میں حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: ان النظر سھم من سھام ابلیس، من ترکہ فحافتی ابدلتہ ایماناًیجد حلاوتہ فی قلبہ ”نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو میرے ڈر کی وجہ سے اسے چھوڑ دے اس کو بدلے میں ایسا ایمان دوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔“[(27)]

حضور نبی کریمﷺ نے نگاہ کے زنا کے حوالے سے فرمایا: العینان تزنیان و زنا ھما النظر[(28)]اس دورِ بے حیائی میں اگر والدین اپنے بچوں کو نگاہ و نظر کی پاکیزگی اور اس کے آداب سکھائیں اور بچوں کی نگاہ کو پاکیزہ رکھنے کی تلقین کریں تو بڑی حد تک ہم جنسی بے راہ روی سے بچ سکتے ہیں۔

دنیا کی محبت کو دل سے نکالنا:

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے دل سے دنیا کی محبت اور رغبت نہ پیدا ہونے دیں۔ بلکہ آخرت کا خوف ان کے دل میں جاگزیں کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ خود اپنے عمل سے یہ ظاہر کریں پھر انہیں تلقین کریں۔حضور نبی کریمﷺ نے عملاً اپنی اولاد کو دنیا کی محبت سے بچایا۔ایک بار حضرت علی نے حضرت فاطمہ کو سونے کا ہار دیا۔ جب حضور نبی کریمﷺ کو علم ہوا تو فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا لوگوں سے یہ کہلانا چاہتی ہو کہ رسول اللہﷺ کی صاحبزادی کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہے۔ یہ سن کر انہوں نے وہ ہار بیچ دیا۔ اس کی اطلاع جب آپﷺ کو ملی تو فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات دی۔

ایک بار آپﷺ کسی سفر سے واپس آئے تو حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازے پر پردہ لٹکا ہوا دیکھا ۔ آپﷺ جب تشریف لائے تویہ رنگ دیکھ کر واپس ہوگئے۔ حضرت فاطمہ نے آپﷺ کی ناراضگی ملاحظہ کرکے پردہ فوراً پھاڑ دیا اور حسنین کے ہاتھوں سے کنگن اُتار ڈالے۔ حضرات حسنین روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپﷺ نے فرمایا: ”یہ میرے اہلِ بیت ہیں میں نہیں چاہتا کہ میرے اہلِ بیت دنیاوی لذتوں سے آلودہ ہوں۔“[(29)]

ان احادیث سے پتا چلتا ہے کہ کس طرح حضور نبی کریمﷺ نے اپنی اولاد سے دنیا کی محبت کو دل سے نکال دیا تھا۔ والدین کو بھی اپنی اولاد کی تربیت کے لیے یہی اُسوہ اختیار کرنا چاہیے۔

جھوٹ:

جھوٹ بولنا نفسیاتی بیماری اور اخلاقی عیب ہے۔ اس بیماری کا صحیح علاج بچپن ہی میں ہوسکتا ہے۔ اگر بچوں کے جھوٹ بولنے پر کوئی توجہ نہ دی تو یہی عادت اس کی زندگی میں پختہ ہو جائے گی۔جھوٹ کی وجہ سےانسان پر سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ بچوں کو جھوٹ بولنےسے بچائیں۔ اگر کسی بچے کو جھوٹ بولتے دیکھیں تو اس کے جھوٹ کی نوعیت اور اس کے اسباب و محرکات کا پتا لگا کر مناسب علاج کریں۔جھوٹ بچے کی فطرت و جبلت میں شامل نہیں ہے۔بچہ گردوپیش سے جھوٹ بولنا سیکھتا ہے۔ اگر بروقت بچے کے جھوٹ کا مناسب علاج نہ کیا جائےتو بعد میں یہ بیماری لاعلاج ہوجاتی ہے۔حضورنبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: "من ترک الکذب و ھوباطل بنی لہ فی ربض الجنۃ" ”جو شخص ناحق ونادار جھوٹ بولنا چھوڑ دے اس کے لیے جنت کے کنارے ایک محل بنایا جاتا ہے“[30]

سیدنا عمر سے ایک حدیث مروی ہے: ”جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بو سے اس سے کوسوں دور چلاجاتا ہے۔“[31]

بچے کو جھوٹ کی عادت سے دور رکھنے کی سب سے بڑی ذمہ داری اس کے والدین اور گھر کے افراد پر عائد ہوتی ہے۔ ماں بچے کی پہلی درسگا ہے۔ اگر اسے اس درسگاہ میں غلط درس ملا تو اس کی صحیح تربیت کہاں سے ہوگی۔حضور نبی کریمﷺ نے ایسی والدہ کے لیے بہترین تعلیم فرمائی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عامر بیان فرماتے ہیں: ”ایک دن میری والدہ نے مجھے آواز دی جبکہ رسول اللہﷺ بھی اسی مقام پر تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا۔ رسول اللہﷺ نے میری والدہ سےد ریافت کیا۔ تیرا اپنے بیٹے کو کیا دینے کا ارادہ ہے جو تو نے اس سے وعدہ کیا ہے؟ تو میری والدہ نے جواب دیا: ”میں نے اس کو کھجور دینے کا ارادہ کیا“ تو آپﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اس بچے کو کئی چیز نہ دیتی تو تیرے اعمال نامہ میں جھوٹ لکھاجاتا“[32]

والدین کو اپنی گھریلو زندگی میں جھوٹ سے کلیتاً اجتناب کرنا چاہیے۔ اس سے بچوں کی تربیت پر منفی اثرپڑتا ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی باہر دروازے پر آیا ہو تو والدین بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دو گھر میں نہیں ہیں۔ اس سے بچوں پر برا اثرپڑتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی زندگی میں جھوٹ بولنے کے عادی بن جاتے ہیں ۔

تربیت اولاد میں سوسائٹی کا کردار:

جب بچہ گھر کے ماحول سے باہر کی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کے کردار پر سب سے زیادہ اثر اپنے ہم عمر ساتھیوں کا پڑتا ہے۔ ساتھیوں کی ذہنیت اور پسندیدگی و ناپسندیدگی کا معیار ان کے رجحانات و میلانات بچے پر ضرور اثر ڈالتے

ہیں۔ اپنے ہم عمروں ہی سے بچہ مختلف عادات و اطوار سیکھتا ہے اور جب بچہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کا ایک ساتھی جھوٹ بول کر استاد کی سزا سے بچ گیا ہے تو آخر وہ کیوں نہ جھوٹ بولے؟ والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کے دوستوں پر گہری نظر رکھیں۔ اپنی اولاد کو بداخلاق بچوں کی صحبت سےد و رکھیں۔

حضور نبی کریمﷺ نے ہم عمر ساتھی کی صحبت سے پڑنے والے اثرات کو بڑے دلنشین انداز میں فرمایا: "اچھا دوست خوشبو بیچنے والے کی طرح ہے۔ تمہیں یا تو تحفے میں کچھ خوشبودے گا یا تم اس سے خوشبو خریدو گے اور بھی کچھ نہ سہی تو عمدہ خوشبو تمہیں ضرور ملے گی۔

برا ساتھی بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے جب تم اس کے پاس بیٹھو گے تو بھٹی کی کوئی نہ کوئی چنگاری تمہارے کپڑے پر گر کر اسے جلا دے گی۔ یا کم از کم تمہیں بدبو سے دوچار ہونا پڑے گا۔"[33]

حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کررہا ہے۔"[34] حضرت نبی کریمﷺ نے دو ٹوک الفاظ میں تنبیہ فرمائی: " برے ساتھی سے بچو کیونکہ تم بھی اس کے ساتھ پہچانے جاؤ گے۔"[35] بچے کی اچھی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو اچھے دوستوں کی صحبت میسر ہو۔ کیونکہ اچھی صحبت اس کی پہچان ہوتی ہے۔

اسوہ حسنہ اور تربیت اولاد کے نفسیاتی پہلو:

والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی ذہنی و نفسیاتی تربیت کا بھی اہتمام کریں۔ حضور نبی کریمﷺ نے بچوں کی ذہنی و نفسیاتی تربیت کے لیے اسوہ پیش کیا ہے۔ بچے کی تربیت کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ بچے کے مزاج اور اس کی صلاحیتوں کا گہرائی سے مطالعہ کریں۔ اس کی خوبیوں اور خامیوں کو ذہن میں رکھیں ۔حکمت و دانائی سے ایک ایک خوبی کو پروان چڑھائیں اور خامیوں کو ایک ایک کرکے دور کرنے کی کوشش کریں۔تمام خوبیاں نہ بیک وقت پروان چڑھ سکتی ہیں اور نہ ہی تمام نقائص بیک وقت ختم ہوسکتے ہیں۔ والدین اور گھر کے افراد اپنے بچوں کی نفسیاتی و ذہنی تربیت پر اپنے کردار سے دوررس اثرات ڈال سکتے ہیں۔

بچے فطرتاً ہر چیز میں والدین کی تقلید کرتا ہے۔ اس لیے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے معاشرتی فرائض کو بہتر طور پر انجام دیں تاکہ بچے کی ذہنی و نفسیاتی تربیت بہتر طور پر ہوسکے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس وجہ سے تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے۔ اسے ذہن و دماغ اور خیر و شر میں تمیز کرنے کی صلاحیت ہے۔ بچے کی ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا یعنی والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔اگرچہ ہر آدمی کے دماغ کی ساخت مختلف ہوتی ہے اور ا س میں زیادہ تفسیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ مگر غور و فکر اور مختلف ذرائع سے ذہنی صلاحیتوں

کو جلا ضرور بخشی جاسکتی ہے۔ ذہن و دماغ کی تربیت کے بغیر انسانی زندگی کی گاڑی ایک لمحے کے لیے بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔

احساسات و جذبات کا خیال رکھنا:

احساسات اگر پاکیزہ ہوں گے تو بچے کے جذبات بھی پاکیزہ ہوں گے۔ اور اگر احساسات میں تلخی ہوگی تو بچہ جذباتی طور پر چڑچڑا ہوجائے گا۔

تعلیمی و فنی، ذہنی و اخلاقی ہر موقع پر کام آنے والی صلاحیت دراصل احساسات ہی سے تشکیل پاتی ہے۔ اس لیے احساسات کی پاکیزہ تربیت کا بھرپور انتظام کرنا چاہیے۔حضور نبی کریمﷺ خود بلند پاکیزہ احساسات کے مالک تھے اور دوسروں کے احساسات کا بھی بھرپور خیال رکھتے تھے۔حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص پھل وغیرہ کھائے تو اس کے چھلکے ایسی جگہ نہ ڈالے کہ پڑوسی کے بچوں کی نظر اُن پر پڑے اور ان بچوں کے والدین پھل خریدنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں اس لیے کہ اس صورت میں ان کے بچوں کے احساسات کو تکلیف پہنچے گی۔“

دھوکہ و فریب سے بچنے کی تلقین:

والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کسی کو دھوکہ و فریب کرنے سے منع کریں۔ کیونکہ دھوکہ و فریب دینا اچھی عادت نہیں ہے۔حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمﷺ نے مجھے دھوکہ دہی سے بچنے کی تلقین کی: ”اے میرے پیارے بیٹے! اگر تم یہ کرسکو کہ تمہاری صبح اور شام اس عالم میں گزرے کہ تمہارے دل میں کسی بھی شخص کے متعلق دھوکہ و فریب نہ ہو تو ایسا ضرور کرو۔“اس کے بعد فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے جو شخص میری سنت کو اختیار کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کااظہار کرتا ہے۔ اور جو مجھ سے محبت کرتا ہےوہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“[36] حضور نبی کریمﷺ بچوں کی تربیت کرتے ہوئے انہیں صبح و شام کس طرح گزارنے کی تلقین کرتے تھے۔

بچوں کے لیے کھلونے وغیرہ خریدنا:

اولاد کی جسمانی و ذہنی نشونما کے لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کے لیے کھلونے وغیرہ بھی خریدنے کا اہتمام کریں۔حضرت عائشہ صدیقہ گھر میں جن کھلونوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ حضور نبی کریمﷺ نے اس امر کو برقرار رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ بچوں کو ذہنی تفریح کے لیے کھلونوں کی ضرورت ہوتی ہے اا‌ور وہ کھلونوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ رسول اکرمﷺ کا ابو عمیر کو دیکھنا جو اپنی چڑیا سے کھیل رہا تھا۔ اس بات کی دوسری دلیل ہے کہ بچوں کو کھیل وغیرہ کے لیے ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن سے ان کو تسلی ہو۔ والدین بچوں کو ان کی عمر اور ذہنی نشونما کے مطابق کھلونے خرید کردیں۔ اس سے بچوں کے عقل و شعور میں رفتہ رفتہ ترقی ہوگی اور وہ کھلونے ان کے لیے نہایت مفید ثابت ہوں گے۔

کھلونے خریدتے وقت اس امر کا خیال ضرور رکھا جائے کہ وہ کھلونے ایسے ہوں جو بچوں کی جسمانی صحت اور نشاط و چستی پیدا کرنے کے لیے مفید ہو اور وہ کھلونے جدید تقاضوں اور ایجادات کے مطابق ہوں۔وہ کھلونے اس نوعیت کے ہوں کہ ا س کے پرزوں کو الگ کرنا اور جوڑنا ممکن ہو۔ ایسی صورت میں کھلونے بچوں کی ذہنی نشونما کے اعتبار سے مناسب اور مفید ثابت ہوں گے۔

بچوں کے ساتھ کھیلنا:

بچوں کی تربیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کے ساتھ کھیلنے اور تفریح کے لیے بھی کچھ وقت ضرور نکالا کریں۔ اس سے بچوں کی ذہنی نشونما میں ترقی ہوگی۔ حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں جس دن سے مسلمان ہوا ہوں حضور نبی کریمﷺ نے کبھی بھی مجھے اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع نہیں فرمایا اور رسول اللہﷺ جب مجھے دیکھتے تو مجھے دیکھ کر مسکرایاکرتے تھے۔ آپ صحابہ کرام سے مزاح بھی فرماتے تھے۔ ان کے ساتھ کھیل کود میں شریک ہوتے ۔ ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔"[37]

بچوں پر خرچ کرنا:

بچوں کی عملی تربیت میں ان پر خرچ کرنے کا بڑا خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ بہت سی احادیث مبارکہ اولاد پر خرچ کرنے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور یہ کہ اس عمل پر اجر بھی دیا جاتا ہے بلکہ اسے افضل ترین صدقہ قراردیا گیا ہے۔حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "ایک وہ دینار جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور ایک وہ دینار جسے تم غلام کو آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہو اور ایک وہ دینار جسے تم کسی فقیر و مسکین پر خرچ کرتے ہو اور ایک وہ دینار جسے تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو۔ ان سب میں افضل ترین صدقہ وہ ہے جو تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو۔"[38] حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہﷺ کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: "آدمی کا اپنی بساط کےمطابق خرچ کرنا اور اس کی ابتدا اپنے زیر پرورش بچوں سے کرنا۔"[39]

اصلاحِ تربیت کے لیے مناسب وقت کا تعین:

بچوں کی تربیت کے لیے والدین کا مناسب موقع اور وقت کا انتخاب ایک ایسا عمل ہے جس کا نصیحت کے کارگر اور مفید ثابت ہونے میں بڑا اہم کردار ہے بلکہ یہ چیز عملی تربیت کی جدوجہدکو آسان بھی بناتی ہے۔ بچوں کی اصلاح کے لیے مناسب ترین وقت کےتعین کے سلسلہ میں حضور نبی کریمﷺ بڑے باریک بین تھے۔ آپﷺ بچوں کے افکار اور اخلاق و عادات کی درستگی کے لیے اس نکتہ سے بڑا فائدہ اُٹھاتے تھے۔ حضور نبی کریمﷺ نے بچوں کی صحیح سمت پر رہنمائی کے لیے اساسی طور پر تین اوقات منتخب فرمائے ہیں۔ تفریح ، راستہ اور سفر کا موقع۔حضرت

ابن عباس فرماتے ہیں: ”میں ایک دن حضور نبی کریمﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپﷺ نے فرمایا اے لڑکے! میں نے کہا کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہﷺ۔“ آپﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت اپنے ذمے لے لے گا۔“[40]

اس سے پتا چلا کہ یہ پیغمبرانہ ہدایات سفر کے دوران دی گئیں جبکہ دونوں چلے جارہے تھے۔ پیدل یا کسی بند کمرے میں یہ ہدایات نہیں دی گئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے یہ ہدایات کھلی فضا میں دیں جس وقت بچے کا ذہن کسی چیز کو قبول کرنے کے لیے بہت زیادہ تیار اور متوجہ ہوتا ہے اور ذہن نصیحت و ہدایات کو قبول کرنے کے لیے بہت قوی ہوتا ہے۔بسا اوقات حضور نبی کریمﷺ راستہ میں چلتے ہوئے بچے سے خفیہ انداز میں بات کیا کرتے تاکہ وہ اس بات کو ذہن نشین کرلے۔ کیونکہ اس سے بھی بچہ بات کا اثر قبول کرتا ہے۔

عبداللہ بن جعفر نے فرمایا: ”ایک روز حضور نبی کریمﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر سوار بٹھایا۔ پھر مجھ سے خفیہ انداز سےگفتگو فرمائی کہ میں وہ بات کسی سے ذکر نہ کروں اور رسول اللہﷺ کو اپنی حاجت کے لیے جو چیز بطور پردے کے زیادہ پسند تھی وہ بلند جگہ یا کھجور کے درختوں کا جھنڈ تھا۔“[41]

کھانے کا وقت:

کھانے کے وقت بچہ اپنی عادت پر چلتے ہوئے ناشائستہ حرکات کیا کرتا ہے۔ بسا اوقات کھانے کے آداب کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اگر والدین کھانے کے دوران ان کے پاس نہ بیٹھے ہوں اور ان کی غلطیوں کی اصلاح نہ کریں تو بچے مین یہ عادات باقی رہتی ہیں۔ اسی لئے حضور نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ تمام خاندان کے افراد مل کر اکھٹے کھانا کھائیں۔آپ کاپنا عمل بھی یہی تھا۔آپ ﷺ اکھٹے مل کر کھانے کو ترجیع دیتے تھے۔حضور نبی کریمﷺ بچوں کے ساتھ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور ان کی غلطیوں کو ملاحظہ فرماتے تھے اور اس کی اصلاح اس طریقے سے فرماتے تھے کہ بچوں کے دل و دماغ اس سے پوری طرح متاثر ہوجاتے تھے اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کرلیتے تھے۔حضرت عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں حضور نبی کریمﷺ کی زیرتربیت ایک بچہ تھا۔ میرا ہاتھ کھانے کی پلیٹ میں بے جا حرکت کرتا تھا۔ آپﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے بسم اللہ پڑھو۔ اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی طرح کھاتا رہا۔“[42] مجلس میں یا گھر میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے وقت والدین کو چاہیے کہ بچوں کو کھانے کے آداب ضرور سکھائے جائیں۔ ان کو حضور کا اسوہ ذہن نشین کرانا چاہیے۔

بیماری کا وقت:

بیماری کے وقت بڑے سے بڑے سنگدل لوگوں کے دل موم ہوجاتے ہیں۔ پھر بچوں کا کیا حال ہوگا جن کے دل تو ہمیشہ نرم ہوتے ہیں۔ بیماری کے وقت بچے کے اندر دو بڑی طبیعتیں اپنے اسلاف اور عادات اور اعتقادات کی درستگی کے لیے جمع ہوجاتی ہیں۔ ایک طفولیت کی فطری طبیعت اور دوسری مرض کے دوران رقتِ قلب کی طبیعت ۔

حد سے زیادہ ملامت اور سزا دینے سے پرہیز کرنا:

بچوں کی تربیت کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ والدین حد سے زیادہ بچوں کو ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ سے پرہیز کریں۔

حضور نبی کریمﷺ بچوں کے معاملات میں زیادہ ملامت نہیں فرماتے تھے اور ضرورت سے زیادہ ان کو تنبیہ و توبیخ نہیں فرماتے تھے۔حضرت انس نے دس سال تک حضور نبی کریمﷺ کی خدمت کی۔ آپ حضور نبی کریمﷺ کے اندازِ تربیت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ”میں دس سال تک حضور اکرمﷺ کی خدمت میں رہا ان دس سالوں میں کبھی بھی آپ ﷺ نے مجھے ملامت یا ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی۔ آپﷺ نے مجھے حکم دیا ہو اور میں نے اسکو بجالانے میں سستی کی ہو یا اور اگر کوئی دوسرا آدمی مجھے جھڑکتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ اسے چھوڑ دو۔“[43]

بچوں کی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ والدین انہین ڈانٹ پیٹ اور مار پیٹ سے پرہیز کریں کیونکہ اس سے وہ بدظن ہوجاتے ہیں۔ اور ان کی ذہنی فکر پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

بچوں کی خوداعتمادی کو سراہنا:

بچوں کی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کے اندر خوداعتمادی کو سراہیں۔ حضور نبی کریمﷺ نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو دیکھا کہ غلاموں کی خریدوفروخت کررہا ہے۔ آپﷺ نے اسے برکت کی دعا دی۔ والدین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے ان کے کندھوں پر مختلف قسم کی ذمہ داریاں سونپیں۔ او ر اگر وہ کامیاب ہو جائیں تو ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں ۔

عقلی صلاحیتوں کا خیال رکھنا:

بچوں کی تربیت کرتے ہوئے والدین کے لیے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان کی عقل اور فہم و فراست کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں وعظ و نصیحت اور تلقین کرنی چاہیے۔حضور نبی اکرمﷺ کی عمر، اس کی فہم و فراست اور اس کی عقلی صلاحیتوں کا پورا پورا خیال فرمایا کرتے تھے۔ اسے وہی بات سکھاتے جو اس کی عقل میں آسکے، اس کے دل و دماغ میں جاگزیں ہوسکے اور اس کی سیرت و

کردار میں سما سکے۔ تاکہ اس مین علم و عمل اور سیرت و کردار کے بہترین نقش اُجاگر ہوسکیں۔حضرت عبداللہ بن عباس آپﷺ سے صحبت یاب ہوتے ہوئے سواری پر تھے۔ اس دوران آپﷺ نے انہیں براہِ راست اور سہل و مختصر انداز میں ان کی عمر اور صلاحیتوں کے مطابق چند باتوں کی تعلیم دی۔آپﷺ نے فرمایا:

”اے بیٹا! میں تمہیں کچھ باتیں سکھائے دیتا ہوں تم اللہ کی شریعت کی پابندی کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ تم اس کی شریعت کی پابندی کروگے تو اسے اپنی مدد کے لیے تیار پاؤ گے۔ تم جب بھی مانگو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب مدد چاہو اللہ تعالیٰ سے چاہو۔ تم یہ بات ذہن میں رکھو کہ اگر سارے لوگ اکٹھے ہوکر تمہیں فائدہ پہنچانا چاہیں تو تمہیں اس کے علاوہ کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدور میں رکھا ہے اور اگر پوری دنیا تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے لیے اکٹھی ہوجائے تو وہ تمہیں اس کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔[(44)]

ترغیب و ترہیب سے کام لینا:

بچوں کی اصلاح و تربیت مین ترغیب و ترہیب کا اسلوب انتہائی مفید ہے۔ نبوی تربیت میں یہ اسلوب واضح اور روشن شکل میں نظر آتا ہے۔ حضور نبی اکرمﷺ نے بہت سے حالات و واقعات میں بچوں کی تربیت کے اس سلوب کو اختیار کیا ہے۔ جس میں سرِ فہرست والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا ہے۔حضورنبی کریمﷺ نے والدین کی فرماں برداری اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب دی ہے اور ان کی نافرمانی اور انہیں اذیت پہنچانے پر وعید اور تنبیہ بھی فرمائی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بچے بات مان لیں اور ان میں اس اسلوب کی وجہ سے کوئی اثر پیدا ہو اور وہ اپنے آپ کو سنوار لیں اور اپنے اخلاق و عادات کی اصلاح کریں۔حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرمﷺ نے اس بات کی نصیحت فرمائی: ”تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ تمہارے بچے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور تم اپنی زندگی میں پاک دامنی اختیار کرو تمہاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی۔“[(45)]

بچوں کی اصلاح و تربیت کے لیے درست طریقہ یہ ہے کہ ہم خود اپنے طرزِ عمل کو درست کرلیں اور والدین کے ساتھ اپنے رویے اور تعلق میں تبدیلی لائیں یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کریں اور ان کی اطاعت بجالائیں اور ان کی نافرمانی نہ کریں۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ! اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہیں۔ آپﷺ نے فرمایا: ”وہ دونوں تمہاری جنت اور جہنم ہیں۔“[(46)] حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: ”رب کی رضا باپ کی

رضا میں ہے۔ اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔[47] حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے:حضور اکرمﷺ نے فرمایا: ''قضاء قدر کو دعا ہی ٹالتی ہے اور عمر مین اضافہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ہی سے ہوتا ہے۔ [48] حضرت ابوبکر سے مروی ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ کیوں نہیں۔ بتلادیجئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔''[49]

بچوں کو واقعات سنانا:

بچوں کی نفسیاتی، فکری اور عقلی تربیت میں انہیں کہانیاں سنانا، واقعات بیان کرنا اہم رول ادا کرتے ہیں۔ واقعات سنانا بچوں کی فکری تربیت میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ قصہ گوئی میں بچوں کے ذوق اور مزاح سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں احادیث مبارکہ کے وافر مقدار میں واقعات موجود ہیں۔ جنہیں حضور نبی اکرمﷺ صحابہ کرام کے سامنے پیش کیا کرتے تھے اور صحابہ کرام ان واقعات کو بڑی دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سنا کرتے تھے۔ ان قصوں سے بچوں کے اندر تاریخ پر اعتماد کا جذبہ بھی ابھرتا ہے اور انہیں عبرت و نصیحت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے ان کے اندر اسلامی شعور حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ۔ ''بے شک! ان کے قصوں میں شمجھداروں کے لیے عبرت ہے۔''

واقعات اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کےد لوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس پر دلیل ہے۔ ''اور ہم آپ سے پیغمبروں کی خبریں اس لیے بیان کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ہم آپ کے دلوں کو مضبوط کریں اور ان میں حق بات اور مومنوں کے لیے وعظ و نصیحت کی بات ہے۔ [50]

علماء کے واقعات بیان کرنا اس لیے بھی ضروری ہے ان میں لوگوں کے اخلاقیات آداب اور جدوجہدِ زندگی کے واقعات شامل ہوتے ہیں۔ ان قصوں میں عقلمند لوگوں کے لیے عبرت کا سامان ہے۔ حضور نبی کریمﷺ نے صحابہ کرام کی ذہنی، فکری اور اخلاقی تربیت کے لیے بنی اسرائیل کے قصے ان کے سامنے بیان کیے۔ چند مشہور قصے جو حضور نبی کریمﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے بیان کیے ہیں ان میں سیدنا ابراہیم اور اسماعیل اور ان کی والدہ کا قصہ ، حضرت ذوالکفل کا قصہ اور ایک گنجے ابرحن اور اندھے کا قصہ شامل ہیں ۔

اُسوہ حسنہ اور تربیت اولاد کا عملی پہلو:

بچوں کی تربیت پر سب سے زیادہ اثرات ان کے ماحول کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ ان کے والدین کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کے لیے عملی نمونہ بنیں ان کے سامنے کوئی ایسے امور سرانجام نہ دیں جن سے ان کی تربیت پر منفی اثرات پڑتے ہوں۔ حضور نبی کریمﷺ نے والدین کے بہتر اسوہ کے حوالے سے عملی نمونہ فراہم کیا ہے۔حضرت ابن عباس ابھی جب بچے تھے تو انہوں نے حضور نبی کریمﷺ کو نماز تہجد ادا کرتے ہوئے دیکھا تو آپﷺ کے ساتھ شامل ہوگئے۔حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں: " ایک رات میں اپنی خالہ کے پاس ٹھہرا، میں نے دیکھا کہ حضورنبی اکرمﷺ رات کو اٹھے ۔ ایک پرانی لٹکی ہوئی مشک سے مختصر وضو فرمایا ۔ پھر نماز شروع فرمائی ۔میں نے بھی آپﷺ کی طرح وضوکیا۔ اور آکر حضورﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوگیا۔ آپﷺ نے مجھے دیکھ کر اپنی دائیں جانب کردیا پھر نماز پڑھی جس قدر اللہ کو منظور تھی۔ (بخاری)"[51] اس حدیث میں آپ نے دیکھا کہ حضو رنبی کریمﷺ کے عمل مبارک کو دیکھ کر حضرت ابن عباس بھی ایسا ہی کرنے لگے۔ حضورﷺ کا یہ مبارک طرز عمل تربیت اولاد کے حوالے سے والدین کے لئے بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے ۔

حضور نبی کریمﷺ نے ایک یہودی بچے کی عیادت کی جو کہ بیمار تھا۔ اس کو اسلام کی دعوت دی یہ ملاقات اس بچے کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنی۔حضرت انسفرماتے ہیں: "ایک یہودی لڑکا حضور نبی اکرمﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ ایک دن بیمار ہوگیا۔ توحضور نبی کریمﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی ۔وہ یہ سن کر اپنے والد کی طرف دیکھنا شروع ہو گیا۔ جو اس وقت اسکے پاس کھڑا تھا۔ والد نے اپنے بیٹے سے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کی بات مان لو پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ "[52] اس واقعہ مین ایک قابل غور نکتہ یہ بھی ہے کہ وہ بچہ اس سے پہلے بھی حضور نبی اکرمﷺ کی خدمت کرتا رہا۔لیکن اس وقت تک آپﷺنے اسکی طرف دعوت نہیں دی۔ لیکن آج دعوتِ اسلام کے لیے مناسب وقت اور موقع ملا تو اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی بیمار پرسی فرمائی۔ پھر اسے اسلام کی دعوت دی۔والدین کو بھی چاہیے کہ اپنے بچوں کو تربیت و صلاح کے لیے حضور نبی کریمﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کو اختیار کریں۔بچوں کے ذہنوں پر اسوہ حسنہ یوں اثرانداز ہوتا ہے۔والدین بہترین اسوہ حسنہ بن کر بچوں کے سامنے پیش کرنے کا مطالبہ اس لیے کیا گیا ہے کہ بچے ان کے طرز و طریق اور گفتگو کے انداز کو دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ والدین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ حتی المقدور اپنے اخلاق و اعمال کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور

حضور نبی کریمﷺ کے اسوہ کے مطابق بنائیں کیونکہ صبح و شام بچے ان کی حرکات کو نوٹ کرتے رہتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

جدید ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات نے بچوں کی ذہنی و اخلاقی اور سماجی تربیت پر بڑے منفی اثرات مترتب کیے ہیں گس کی وجہ سے والدین کی ذمہ داری کئی گنا بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے تحفظ اور بہتر پرورش کے لئے اپنے حتی الوسع کوشش کریں۔ بطور مسلمان اسوہ رسول ﷺ ہمارے لئے زندگی کے تمام معاملات میں بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے ۔لہذا آج کے والدین کے لئے ضروری ہے کہ آج کے اس پرفتن دور میں اپنی اولاد کی تربیت کاخاص اہتمام کریں، اور حضور نبی کریمﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے بچوں کی نفسیاتی و اخلاقی تربیت پر خاص توجہ دیں۔ تاکہ وہ ان جدید ذرائع ابلاغ کے حملوں سے بچتے ہوئے ایک مستعد اوربا عمل مسلم نوجوان کے طورپر معاشرے میں اپنا کلیدی کرداراداکر سکیں ۔

References

1. Isfahani, Abu al-Qasim Hussain bin Muhammad al-Raghib, al-Mufardat, Al-Daal al-Shamiya Beirut, 2007, P 340

2. Muslim,Ibn Al-Hajjaj, Sahih Muslim , Kitab al-Qadr, Beirut, Dar Ahya, Tarath al-Arabi 1996,V2,P 1103, Hadith: 2658
3. Al-Tahreem, 66:4
4. Ibn Kathir, Imad al-Din Abu al-Fida, Tafsir al-Qur'an al-Karim, Dar al-Fikr, Beirut 2007, 1401 AH, P 292
5. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari, Adar al-Qalam, Beirut ,Hadith: 3559
6. Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Zhud wa al-Lahaym, Dar al-Ahiyyah al-Tarath al-Arabi, Beirut,V4,P 2279 ,Hadith 2968
7. Ghazali, Abu Hamid Muhammad Hamid bin Muhammad, Iha-ul-Ould, Dar al-Bashair al-Islamiyya 2001, Beirut, P47, Hadith: 96
8. Ibn Majah,Sunan, Kitab al-Adab, Darulkitab al-Ilamiya, Beirut, 1999 AD, Number of Hadith: 3671
9. Bukhari,Hadith: 893
10. Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, Sunan, Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, 1998, Hadith :1959
11. Muslim, Ibn Al-Jajj, Sahih, Hadith: 2321
12. Malik bin Anas, Al-Mu'atta, Chapter Maj'a fi Hasan al-Khalq, Darahiya al-Thirath al-Arabi, Misr, 2011: V2,P 904
13. Haithami, Noor al-Din Abu al-Hasan, Majma al-Zawaid, Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut, 1987, Hadith: 14188

14. Abu Yala, Al-Musnad, Darul Ma'mun Lal-Thurat, Damascus, 1984, Volume 48:4, Number of Hadith: 26011
15. Ibn Sa'd, Abu Abdullah Muhammad al-Taqabat al-Kubri, Beirut, 1978, V1,P 273
16. Muslim, Ibn Al-Hajjaj, Sahih Muslim, Hadith: 659
17. Al-Qalam: 68:4
18. Bukhari, Muhammad bin Ismail Bukhari,Sahih Bukhari, Hadith: 6116
19. Bukhari, Muhammad bin Ismail Bukhari, Sahih Bukhari, Chapter Al-Hiya, V5,P2267, Hadith: 5765
20. Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari Hadith: 894
21. Muslim, Ibn Al-Hajjaj, Sahih MuslimHadith: 1631
22. Suyuti, Abd al-Rahman Jalaluddin, Al-Jami al-Saghir, Egypt, Darul Kitab Al-Ulamiya, 1981, Hadith. 1609
23. Bukhari, V2, P 938 Hadith: 250
24. Abu Dawud, Sunan, Kitab al-Adab,V ,P :375, Hadith: 5174
25. Bukhari, Al-Jaami al-Sahih, V3 ,P 1107, Hadith : 2908
26. Muslim, Sahih Muslim, V4 ,P3304, Hadith: 3009
27. Hakim, Abu Abdullah, al-Mustadrik V4,P 313, 314
28. Bukhari, Sahih Bukhari , Kitab al-Isteizan, Hadith: 6243
29. Bukhari, Sahih, 922:2, hadith number: 2471
30. Tirmidhi, Abu 'Isa, Al-Sunan, Hadith Volume: 1993
31. Tirmidhi, Chapter Maja' fi al-Sadiq and Al-Qab, 392:3, Hadith Volume: 1979
32 Abu Dawud, Al-Sunan Dalar al-Kitab al-Ulamiyyah, Beirut, Hadith : 4991
33 Ibn Hibban, Sahih, Musa al-Risalah,V2 ,P320, Hadith: 561
34. Tirmidhi, Al-Sunan, , Hadith: 7180
35. Al-Hindi, Hussam al-Din, Kunzal-Amal, Beirut, Darul Kitab Al-Ulamiyyah, 1998,V9,P19 ,Hadith: 24866
36. Tirmidhi, Al-Sunan, V5,P44 Hadith: 2676
37. -Bukhari, Al-Sahih, V3,P1104 Hadith: 2871
38. Muslim, Sahih, V2,P692, Hadith: 955
39. Al-Hakim, al-Mustadrik, V4,P414
40. Ibn Abi Al-Duniya, Al-Ayal, Dara Ibn Al-Qayyim, Al-Saudia, P173, 1990.
41. Muslim, Sahih, V1 P, 268 ,Hadith 342
42. Bukhari, Sahih, V5,P 2056 Hadith: 5061
43. Ibid, Hadith : 5691
44. At-Tirmidhi, Al-Sunan, V4, P667 Hadith: 2516
45. Al-Hakam, al-Mustadrik,V4,P 170, Hadith : 7258

[46]. Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid al-Fazwini, Sunan, V2.P 1208, Hadith: 3662

[47]. Al-Haythami, Majma' al-Zawa'id, Dar al-Ryan for Charities, Beirut, 1987, V8,P136

[48]. Tirmidhi, Sunan,V4 ,P 448 Hadith: 2139

[49]. Al-Bukhari, Sahih, 255:5, hadith number: 2511

[50]. Ibn Abi Al-Duniya, Al-Ayal, Dara Ibn Al-Qayyim, Al-Saudia,P 173, 1990.

[51]. Bukhari, Al-Sahih, Kitab al-Salaat, Chapter Al-Tahfif fi al-Wudhu,V1,P 64 Hadith: 138

[52]. Bukhari, Abu Ismail, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith: 3559